65

حقیقی موحّد بننے کی نصیحت

(فرمودہ ۲۵ / اگست ۱۹۲۲ء)

حضور انور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

دنیا میں مختلف لوگوں کی مختلف خواہشات ہوتی ہیں۔ کوئی مال کے حاصل کرنے کے پیچھے لگ جاتا ہے۔ پھر مال کے حاصل کرنے کے مختلف ذرائع ہوتے ہیں۔ کوئی کوئی ذریعہ استعمال کرتا ہے کوئی کوئی۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں جو دنیا میں زمین کو پسند کرتے ہیں۔ ان کو دن رات اس کی دھن لگتی رہتی ہے۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں جن کو عہدوں کو خیال ہوتا ہے۔ اور وہ دن رات افسروں کی خوشامدوں میں لگے رہتے ہیں۔ کچھ لوگ اس خیال کے ہوتے ہیں کہ لوگ ان کو اچھا کہیں۔ کئی لوگ علم کا شوق رکھتے ہیں اور نئی بات کے دریافت کرنے کی فکر میں ہوتے ہیں۔ کوئی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو پڑھنے کا شوق ہوتا ہے ان کا یہی شغل ہوتا ہے کہ جو کتاب اٹھائی پڑھنے لگے۔

غرض مختلف مقاصد اور میدان ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ سب مقاصد کو ترک کرکے اللہ تعالیٰ ہی بندوں کا مقصد بن جائے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے اور سب کام چھوڑ دیں۔ اور اسی کو اپنا مقصد بنالیں۔

اس کے دو ذریعہ ہیں اول یہ کہ وہ چیزیں بندوں کو چھوڑ دیں دوسرے یہ کہ بندہ ہی ان کو چھوڑ دے اور واقعہ میں یہی دو طریق ہیں کہ ان کے ذریعہ خدا تعالیٰ ملتا ہے۔ اگر ایک انسان میں نیکی ہوتی ہے۔ تو وہ دنیا کو خود چھوڑ دیتا ہے۔ اور اگر اس میں گند ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے دنیا چھڑا دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو نبی آتے ہیں وہ بشارتیں بھی لاتے ہیں اور انذار بھی۔ بشارت ان کے لئے جو دنیا کو خود چھوڑ دیتے ہیں اور ڈراتے ان کو ہیں جو دنیا کو خود نہیں چھوڑ سکتے۔ مصائب آتے ہیں اور ان سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا کی طرف متوجہ ہو۔ لیکن جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ اس لئے مصیبت نہیں ڈالتا کہ ان کو ہلاک کرے۔ بلکہ اس لئے ان پر ابتلا لاتا ہے کہ دنیا کو دکھائے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں ہو کر دنیا سے الگ ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے انعام

کے مستحق ہیں۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ لوگ دنیا کے تارک اور راہب ہو جاتے ہیں بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اسلام بتاتا ہے کہ دنیا میں ہو کر دنیا سے الگ رہو۔ اسلام یہ تعلیم نہیں دیتا کہ کوئی شخص اپنی تجارت کو تباہ کر دے۔ اپنی زمینداری کو برباد کر دے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **لا رهبانية في الاسلام** ۱۔ کہ انسان اپنے کاروبار کو چھوڑ کر ایک گوشہ میں چلا جائے۔ اسلامی طریق یہ ہے کہ دنیا میں رہ کر دنیا سے الگ رہو۔ صحابہ میں اس کی نظیریں ملتی ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جو بہت بڑے صحابی تھے اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ جن کو اس دنیا میں ہی جنت کی بشارت مل گئی تھی۔ وہ تجارت کیا کرتے تھے۔ جب فوت ہوئے تو کئی کروڑ روپیہ ان کے گھر سے نکلا۔ ان کی آمد کا یہ حال تھا کہ ایک ہزار روزانہ صدقہ کرتے تھے۔ مگر ان کا ذاتی ایک مہینہ کا بھی ایک ہزار خرچ نہ تھا۔ ۲۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ دنیا نہ کماؤ۔ بلکہ اس سے روکتا ہے کہ اس کو معبود بناؤ۔

ایک لطیفہ ہے تاریخوں والے لکھتے ہیں اور میں اس کو لطیفہ ہی کہوں گا کہ حضرت امام حسن نے حضرت علی سے پوچھا کہ کیا آپ کو مجھ سے محبت ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر کہا کہ خدا سے محبت ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ حضرت حسن نے کہا تو آپ مشرک ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں جہاں تمہاری محبت خدا کی محبت کے مقابلہ میں آئے گی تو تمہارا قتل بھی مجھ پر اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کچھ مشکل نہیں ہوگا۔ ۳۔ گو اس کو واقعہ بتایا ہے مگر حضرت امام حسن حضرت علی کا علم میں مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ مگر خواہ کچھ ہو اس واقعہ میں صداقت ہے۔ کہ نیکی یہ ہے کہ دنیا میں ہو کر دین ہو۔ صحابہ کے متعلق کہیں نہیں ملتا کہ انہوں نے کام چھوڑ دیا ہو۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عثمانؓ تجارت کیا کرتے تھے۔ مکہ میں زمینداری نہ تھی۔ جب ہجرت کر کے آئے تو تجارت ہی کیا کرتے تھے۔ حضرت علیؓ مختلف کام کر لیا کرتے تھے۔ زمینداری بھی اور کبھی گھاس کاٹ لاتے اور بیچ دیا کرتے تھے۔ ۴۔ یہ نہیں کہ دنیا کو چھوڑ دیں باوجود اس کے جب خدا کی آواز آئی۔ تو انہوں نے اپنے کام کی پروا نہیں کی اور خدا کی آواز پر دوڑ پڑے۔ خدا کی آواز پر قربانی تو کرنی ہی تھی۔ خدا کے رسول کی آواز پر بھی اسی طرح قربانی کرتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ فرما رہے تھے۔ اور کسی شخص کو آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ مسجد کے باہر حضرت عبداللہ بن مسعود آ رہے تھے وہ وہیں بیٹھ گئے۔ اور بیٹھے بیٹھے مسجد میں آئے۔ ۵۔ وہ لوگ اللہ کی آواز پر کان دھرتے تھے۔ اور رسول کی آواز پر بھی توجہ کرتے تھے۔ آج کل کے لوگ خواہ عبداللہ بن مسعود کو پاگل کہیں۔ لیکن ان کو اس بات کی پروا

نہ تھی۔ کہ لوگ ان کو کیا سمجھتے ہیں۔ ان کو اس میں مزا آتا تھا کہ جو آنحضرت فرمائیں وہ اس کو مان لیں۔ جب تک کوئی شخص اللہ کی آواز پر دیوانہ نہ ہو جائے اس کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوتا۔ اسلام کہتا ہے مال کماؤ' خوب کماؤ۔ تجارت کرو' خوب کرو۔ لیکن یہ نہ ہو کہ ان کاموں میں پڑ کر خدا کو بھلا دو۔ بے شک مال بڑھائیں مگر خدا کی آواز پر کان دھریں۔ زمین بڑھائیں اور بہت بڑھائیں لیکن جب خدا کی طرف سے آواز آئے تو پھر اس کی پروا نہ کریں۔ اس وقت یہ خیال دل میں نہ آئے کہ اگر روپیہ بچ گیا تو مربع خریدیں گے۔ اگر اس وقت روپیہ کو اور زمین کو خدا پر مقدم کیا گیا تو وہ خدا کا شریک ہو گا۔ اگر خدا کی آواز پر تجارت یا زراعت کو مقدم کیا گیا تو وہ بت ہو گا۔ اگر کوئی شخص جان خرچ کرنے سے ڈرے تو اس کی جان بت ہوگی۔ یاد رکھو کہ ہر ایک چیز جس کو انسان خدا کے لئے قربان نہیں کر سکتا۔ اس کو وہ خدا کا شریک بناتا ہے۔ جو شخص ہر ایک پیاری سے پیاری چیز کو خدا کے نام اور اس کے رسول اور خدا کے دین کی اشاعت میں لگانے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ وہ موحد نہیں ہو سکتا۔ وہ مشرک ہے اور اس شرک کو اپنے اپنے دل سے نکالنا چاہیئے۔ کیونکہ قربانی کے بغیر ترقی نہیں ہو سکتی۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ ترقی کو جانے دو کہ یہ بھی ایک دنیاوی چیز ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں خدا نہیں مل سکتا جب تک قربانی نہ کی جائے۔

آج جان کی قربانی کا موقع نہیں لیکن پچھلے دنوں ایک ایک مہینہ کی آمد کا دین کے لئے مطالبہ کیا گیا تھا۔ مگر اس میں زمیندار فیل ہو گئے۔ دوسرے لوگوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کرکے یعنی ملازموں اور تجارت پیشہ لوگوں نے اپنی ایک ایک ماہ کی آمد دی۔ مگر زمینداروں نے بالعموم اس میں کم حصہ لیا۔ اور عذر یہ کیا کہ اس دفعہ غلہ سستا ہو گیا۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ جو نرخ غلہ کا پچھلے دنوں میں بوجہ قحط سالی کے رہا ہے وہ اب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ قاعدہ نہیں کہ ہمیشہ قحط رہے۔ یہ ایک عارضی بات تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ لوگ اس کی وجہ سے ثواب سے محروم رہے۔ یہاں کے زمینداروں کے متعلق مجھ کو معلوم نہیں باہر کے زمینداروں کا حال مجھ معلوم ہے۔ اس لئے میں ان کو متوجہ کرتا ہوں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اور لوگوں نے اپنا فرض مکمل طور پر ادا کر دیا ان میں بھی ہیں جنہوں نے توجہ نہیں کی۔ علاوہ ازیں کئی لوگ ہیں جو نماز باقاعدہ نہیں پڑھتے اور کئی کے اخلاق حسنہ میں کمی ہے کتنے ہیں جو تبلیغ میں ست ہیں اللہ تعالیٰ جماعت کو سمجھنے کی توفیق دے۔ اور ہر ایک شرک کی بات سے بچائے۔ کیونکہ ہر ایک چیز جو خدا کی راہ میں مقدم کی جاتی ہے خواہ وہ کتنی ہی حقیر ہو۔ خدا کی شریک بنائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو سمجھنے اور شرک سے بچنے اور نیکی اور تقویٰ کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔

(الفضل ۴ ر ستمبر ۱۹۲۲ء)

۱۔ مسند احمد بن حنبل جزو۶ ص۲۲۶
۲۔ اصابہ جلد۴ و سیر الصحابہ جلد اول ص۱۳۰
۳۔ مسند احمد بن حنبل جزو۳ ص۸۶
۴۔ بخاری کتاب المساقاۃ باب بیع الحطب والکلاء
۵۔ ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الامام یکلّم فی خطبتہ